فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۵۶)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

(سوال): درج ذیل حدیث کا مفہوم بیان کریں؟

❀ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

وَيْحَ عَمَّارٍ، تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ، يَدْعُوهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ، وَيَدْعُونَهٗ إِلَى النَّارِ.

''عمار کی کیا بات ہے! انہیں باغی گروہ قتل کرے گا، وہ انہیں جنت کی طرف بلائیں گے، جب کہ دوسرا گروہ انہیں آگ کی طرف بلائے گا۔''

(صحيح البخاري: 447، صحيح مسلم: 2915)

(جواب): حدیث کی شرح میں امام قوام السنہ، اصبہانی رحمہ اللہ (۵۳۵ھ) فرماتے ہیں:

قَوْلُهٗ: «يَدْعُوهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ، وَيَدْعُونَهٗ إِلَى النَّارِ» يَعْنِي الْخَوَارِجَ الَّذِينَ دَعَاهُمْ إِلَى الْجَمَاعَةِ، وَلَيْسَ يَصِحُّ ذٰلِكَ فِي حَقِّ أَحَدٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ الَّذِينَ أَثْنَى اللّٰهُ عَلَيْهِمْ، وَشَهِدَ لَهُمْ بِالْفَضْلِ، فَقَالَ تَعَالٰى: ﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ﴾، قَالَ أَهْلُ اللُّغَةِ وَالتَّفْسِيرِ: هُمْ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''فرمان نبوی: ''عمار انہیں جنت کی طرف بلائیں گے اور وہ عمار کو جہنم کی طرف بلائیں گے۔'' سے مراد خوارج ہیں، جنہیں سیدنا عمار رضی اللہ عنہ نے جماعت میں شامل ہونے کی دعوت دی تھی۔ یہ بات کسی صحابی کے حق میں نہیں کہی جا سکتی، کیونکہ صحابہ کی مدح اللہ تعالیٰ نے کی ہے اور ان کی فضیلت کی گواہی دی ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ﴾ ''تم اُمت کے بہترین لوگ ہو، لوگوں (کی راہنمائی) کے لیے منتخب کیے گئے ہو۔'' اہل لغت اور مفسرین کے مطابق اس آیت کے مخاطب اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔''

(شرح صحيح البخاري: 407/2)

سوال: صف بندی میں چار انگل کا فاصلہ رکھنا کیسا ہے؟

جواب: حالت قیام میں دونوں پاؤں کے درمیان چار انگلی کا فاصلہ رکھنا بدعت ہے، شریعتِ اسلامیہ میں اس پر کوئی دلیل نہیں۔

صفوں کی دُرستی کی تاکید آئی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور صحابہ کرام کے فہم وعمل کی پیروی تب ہی ممکن ہے، جب صف میں کھڑا ہر نمازی اپنے کندھوں کے برابر پاؤں کو کھولے، لیکن اگر ایک نمازی اپنے دونوں پاؤں کا درمیانی فاصلہ چار انگلی کے برابر رکھے گا، تو ساتھ والے کے پاؤں کے ساتھ پاؤں ملانا ممکن ہی نہیں رہے گا۔

❁ فقہ حنفی کی معتبر ترین کتابوں میں لکھا ہے:

يُسَنُّ تَفْرِيجُ الْقَدَمَيْنِ فِي الْقِيَامِ قَدْرَ أَرْبَعِ أَصَابِعَ .

''حالتِ قیام میں دونوں قدموں میں چار انگلی کا فاصلہ رکھنا مسنون ہے۔''

(مَراقي الفلاح، ص 262، ردّ المحتار : 444/1، **فتاویٰ عالمگیری** :73/1، نور الإيضاح، ص 56، تبيين الحقائق :114/1، امداد الأحكام :466/1)

الحاصل:

یہ کہنا کہ حالت قیام میں مردوں اور عورتوں کے لیے مناسب یہ ہے کہ دونوں قدموں کے درمیان بقدر چار انگشت فاصلہ رکھیں، بے بنیاد بات ہے۔ یہ فتویٰ نبی ﷺ کی صحیح احادیث، صحابہ کرام کے اجماعی تعامل اور فہم سلف کے خلاف ہے۔

(سوال): تکبیرہ تحریمہ کے وقت انگوٹھوں سے کانوں کی لَو کو مَس کرنا کیسا ہے؟

(جواب): نماز میں ہاتھ کہاں تک اٹھائے جائیں، اس سلسلہ میں اسلامی تعلیمات ملاحظہ ہوں:

① **عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا:**

إِذَا قَامَ فِي الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى تَكُونَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ .

''آپ نماز کے لیے کھڑے ہوتے، تو دونوں ہاتھ کندھوں کے برابر اٹھاتے۔''

(صحيح البخاري : 736، صحيح مسلم : 390)

② **سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:**

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ إِذَا كَبَّرَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا أُذُنَيْهِ .

''رسول اللہ ﷺ جب ''اللہ اکبر'' کہتے، تو رفع الیدین کرتے، یہاں تک کہ آپ کے ہاتھ کانوں کے برابر ہو جاتے۔''

(صحيح مسلم :391)

❀ صحیح مسلم کے اسی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں:

حَتّٰی یُحَاذِيَ بِهِمَا فُرُوعَ أُذُنَیْهِ .

''یہاں تک کہ آپ اپنے ہاتھوں کو کانوں کی لو تک اٹھاتے۔''

(صحيح مسلم :391)

نماز کے شروع میں رفع الیدین کرتے وقت انگوٹھے کے ساتھ کانوں کی لَو کو مس کرنا (چھونا) بدعت ہے، نبی کریم ﷺ کسی صحابی، تابعی، تبع تابعی یا ثقہ امام سے ثابت نہیں۔

❀ احناف کی معتبر کتب میں ہے:

یَرْفَعُ یَدَیْهِ خِذَاءَ أَذُنَیْهِ وَیَمَسُّ طَرَفَ إِبْهَامَیْهِ شَحْمَةَ أُذُنَیْهِ وَأَصَابِعُهٗ فَوْقَ أُذُنَیْهِ .

''ہاتھ کانوں تک اٹھائے گا، انگوٹھے کانوں کی لَو کو چھوئیں گے اور انگلیاں کانوں کے اوپر تک جائیں گی۔'' (فتاویٰ قاضی خان:1/41)

❀ دوسری کتاب میں ہے:

مَاسًّا بِإِبْهَامَیْهِ شَحْمَةَ أُذُنَیْهِ . ''انگوٹھے کانوں کی لو چھوئیں گے۔''

(الدّر المختار :1/74)

❀ عید کی تکبیروں کے بارے میں علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

یَرْفَعُ یَدَیْهِ مَاسًّا بِإِبْهَامَیْهِ شَحْمَةَ أُذُنَیْهِ .

''ہاتھ اس طور اٹھائے گا کہ انگوٹھے کانوں کی لَو کو چھو رہے ہوں گے۔''

(فتاویٰ شامی:1/617)

❀ فقہ حنفی میں ہے:

مَاسًّا بِّإِبْهَامَيْهِ شَحْمَةَ أُذُنَيْهِ . ''انگوٹھوں سے کانوں کی لو چھوئے گا۔''

(شرح الوِقاية : 143/1)

۞ مزید ملاحظہ فرمائیں:

ذَكَرَ صَاحِبُ هِدَايَةَ أَيْضًا فِي مُخْتَارَاتِ النَّوَازِلِ الْمَسَّ، وَقَالَ الْقُهُسْتَانِيُّ فِي جَامِعِ الرُّمُوزِ : ذُكِرَ فِي النَّظْمِ أَنَّ مُحَاذَاةَ الإِبْهَامِ الشَّحْمَةَ مَسْنُونَةٌ، وَفِي ظَاهِرِ الْأُصُولِ مُحَاذَاةٌ إِلَيْهِ الْأُذُنُ وَيُكْرَهُ التَّجَاوُزُ عَنْهَا وَالْمَسُّ لَمْ يُذْكَرْ فِي الْمُتَدَاوِلَاتِ إِلَّا فِي فَتَاوٰى قَاضِي خَانْ وَالظَّهِيرِيَّةِ وَالْقَوْلُ بِأَنَّهٗ لِتَحْقِيقِ الْمُحَاذَاتِ لَيْسَ بِشَيْءٍ .

''صاحب ہدایہ نے بھی ''مختارات النوازل'' میں ذکر کیا ہے کہ انگوٹھے کانوں کی لو کو چھوئیں، کوہستانی نے ''جامع الرموز'' میں ''نظم'' کے حوالے سے ذکر کیا ہے کہ انگوٹھوں کو کانوں کی لو کے برابر کرنا مسنون ہے، ''ظاہر الاصول'' میں لکھا ہے کہ کانوں کے برابر ہونے چاہیے، کانوں کی لو سے تجاوز کرنا مکروہ ہے، سوائے فتاوی قاضی خان اور ظہیریہ کے کسی متداول کتاب میں کانوں کی لو کو چھونے کا ذکر نہیں ہے اور یہ کہنا کہ کانوں کی لو کو چھونے سے انگوٹھوں کا کانوں سے برابر ہونا ثابت ہو جاتا ہے، فضول بات ہے۔''

(السّعاية في كَشف ما في شرح الوِقاية لعبد الحيّ اللكنوي الحنفي : 152/2)

۞ اس کے جواب میں علامہ عبدالحئی لکھنوی رحمہ اللہ (۱۳۰۴ھ) فرماتے ہیں:

هُوَ لَيْسَ بِسُنَّةٍ مُّسْتَقِلَّةٍ فَإِنَّهٗ لَا دَلِيلَ عَلَيْهِ فِي رَوَايَةٍ .

''یہ مستقل سنت نہیں ہے، کیونکہ ہمارے مذہب میں اس پر دلیل نہیں۔''

(عُمدة الرّعاية :143/1)

۞ مولانا عبدالشکور لکھنوی صاحب لکھتے ہیں:

''ہمارے فقہا نے جو لکھا کہ انگوٹھے کو کانوں سے مل جانا چاہیے، چنانچہ ہم بھی اوپر لکھ چکے ہیں، وہ صرف اس خیال سے لکھا ہے کہ جس میں ہاتھوں کا کانوں کے برابر اٹھنا یقین ہو جائے، سنت سمجھ کر نہیں لکھا ہے، نہ اس کو سنت سمجھنا چاہیے، اس لئے کسی حدیث سے یہ مضمون ثابت نہیں ہوتا، واللہ اعلم!۔''

(علم الفقہ، حصہ دوم، ص214-215)

ہمارا منصفانہ سوال ہے کہ سنت کی موجودگی میں رفع الیدین کے لئے نیا انداز کیوں؟

۞ علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

مَنْ تَبَيَّنَ لَهٗ مِنَ الْعِلْمِ مَا كَانَ خَافِيًا عَلَيْهِ فَاتَّبَعَهٗ فَقَدْ أَصَابَ وَاهْتَدٰى، زَادَهُ اللّٰهُ هُدًى .

''جس پر علم کا کوئی مخفی گوشہ ظاہر ہوا اور اس نے اسے اپنا لیا، وہ راہ ہدایت پہ ہے، اللہ اسے مزید ہدایت عطا کرے۔''

(التّنبیه علی مُشکلات الهِدایة : 543/2)

فائدہ:

بخاری و مسلم وغیرہما کی کئی احادیث میں ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ ہاتھ کندھوں کے برابر اٹھاتے تھے، جیسا کہ سیدنا ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ وغیرہ بیان کرتے ہیں۔

۞ صاحب ہدایہ لکھتے ہیں:

مَا رَوَاهُ يُحْمَلُ عَلٰى حَالَةِ الْعُذْرِ .

''کندھوں کے برابر جتنی روایات ہیں، سب حالت عذر پر محمول ہیں۔''

(الهداية :99/1)

❁ اس تاویل کے رد میں علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ (۸۵۵ھ) لکھتے ہیں:

لَا حَاجَةَ إِلٰى هٰذِهِ التَّكَلُّفَاتِ .

''ان احادیث کے جواب میں ایسے تکلفات کی کوئی ضرورت نہیں۔''

(البناية شرح الهداية :172/1)

❁ شارح ہدایہ، ابن ہمام حنفی رحمہ اللہ (۸٦۱ھ) لکھتے ہیں:

لٰكِنَّ الْحَقَّ أَنْ لَا مُعَارَضَةَ كَمَا أَسْمَعْتُكَ فَلَا حَاجَةَ إِلٰى هٰذَا الْحَمْلِ لِيَدْفَعَ التَّعَارُضَ .

''حق یہ ہے کہ ان احادیث سے معارضہ نہیں کرنا چاہیے، جیسا کہ میں نے بیان کر دیا ہے، لہٰذا تعارض دور کرنے کے لیے ایسی تاویلیں کرنے کی چنداں ضرورت نہیں۔''(فتح القدير :282/1)

سوال: رکوع سے اٹھنے کے بعد کون سی دعا پڑھی جائے؟

جواب: رکوع سے اٹھتے وقت امام اور مقتدی سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہیں، اس کے بعد سیدھا کھڑے ہو کر رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ پڑھیں، نیز حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيهِ کے الفاظ بھی مسنون ہیں۔

رکوع کے بعد سمع اللہ لمن حمدہ کے علاوہ مختلف احادیث میں درج ذیل الفاظ بھی منقول ہیں، ان میں کوئی بھی دعا پڑھی جا سکتی ہے، ایک سے زائد دعائیں بھی پڑھی جا سکتی ہیں۔

۱۔ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ .

(صحيح البخاري : 796)

٢ـ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيهِ .

(صحيح البخاري : 799)

٣ـ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ، مِلْءُ السَّمَاوَاتِ، وَمِلْءُ الْأَرْضِ وَمِلْءُ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ .

(صحيح مسلم : 476)

٤ـ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ، وَمِلْءُ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ، أَهْلَ الثَّنَاءِ وَالْمَجْدِ، أَحَقُّ مَا قَالَ الْعَبْدُ، وَكُلُّنَا لَكَ عَبْدٌ، اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ، وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ .

(صحيح مسلم : 477)

سوال: جلسہ استراحت کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: دوسرے سجدے کے بعد اگلی رکعت کے لیے کھڑے ہونے سے پہلے لمحہ بھر کے لیے سیدھے ہو کر بیٹھنے کو جلسہ استراحت کہتے ہیں، یہ مسنون عمل ہے۔

❁ سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي، فَإِذَا كَانَ فِي وِتْرٍ مِّنْ صَلَاتِهِ لَمْ يَنْهَضْ حَتّٰى يَسْتَوِيَ قَاعِدًا .

''میں نے نبی کریم ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھا، آپ ﷺ طاق رکعت میں ہوتے، تو تب تک کھڑے نہ ہوتے، جب تک سیدھے ہو کر بیٹھ نہ جاتے۔''

(صحيح البخاري : 823)

❀ نبی کریم ﷺ نے ایک ایسے شخص کو، جو نماز صحیح طرح نہیں پڑھ رہا تھا، نماز کا طریقہ بتایا اور فرمایا:

ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا .

''پھر (دوسرے سجدے سے) سر اٹھائیں اور اطمنان سے بیٹھ جائیں۔''

(صحيح البخاري :6251)

تنبیہ:

❀ صحیح بخاری (٦٦٦٧) میں ہے:

ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَسْتَوِيَ قَائِمًا .

''پھر سر اٹھائیں، اور کھڑے ہو جائیں۔''

ان الفاظ کی وضاحت اوپر والے الفاظ سے ہو جاتی ہے۔ ان سے جلسہ استراحت کی نفی نہیں ہو رہی، بلکہ جلسہ استراحت کے بعد والے عمل کا بیان ہے۔

سوال: کیا نبی کریم ﷺ کا جلسہ استراحت عذر کی وجہ سے تھا؟

جواب: یہ کہنا کہ نبی کریم ﷺ کا جلسہ استراحت بڑھاپے یا بیماری وغیرہ کی وجہ سے تھا، بے دلیل بات ہے، اس دعویٰ پر کوئی دلیل معلوم نہیں ہو سکی۔

❀ علامہ انور شاہ کشمیری صاحب (١٣٥٣ھ) کہتے ہیں:

مَا أَجَابَ بِهِ الطَّحَاوِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ أَنَّهٗ كَانَ لِلْعُذْرِ لَيْسَ بِسَدِيدٍ عِنْدِي .

''علامہ طحاوی رحمہ اللہ کا یہ جواب دینا کہ یہ عذر کی بنا پر تھا، میرے نزدیک درست نہیں ہے۔''

(فيض الباري : 264/2)

صاحب ہدایہ لکھتے ہیں:

مَا رَوَاهُ مَحْمُولٌ عَلٰى حَالَةِ الْكِبَرِ .

''جلسہ استراحت کے ثبوت میں مروی روایات بڑھاپے پر محمول ہیں۔''

(الهداية : 110/1)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) لکھتے ہیں:

قَوْلُهٗ : «وَهُوَ مَحْمُولٌ عَلٰى حَالَةِ الْكِبَرِ» تَأْوِيلٌ يَّحْتَاجُ إِلٰى دَلِيلٍ، فَقَدْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ لَمَّا أَرَادَ أَن يُّفَارِقَهٗ : صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي، وَلَمْ يُفَصِّلْ لَهٗ فَالْحَدِيثُ حُجَّةٌ فِي الْإِقْتِدَاءِ بِهٖ فِي ذٰلِك .

''یہ کہنا کہ (حدیث مالک بن حویرث) بڑھاپے پر محمول ہے، محتاج دلیل تاویل ہے۔ نبی کریم ﷺ نے سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کو واپس جاتے ہوئے فرمایا تھا: 'میرے طریقے کے مطابق نماز پڑھنا' کوئی استثنائی بات نہیں کی، لہٰذا حدیث اس فعل میں آپ ﷺ کی پیروی پر واضح دلیل ہے۔''

(الدّراية : 110/1)

علامہ ابن نجیم حنفی رحمہ اللہ (۹۷۰) لکھتے ہیں:

أَمَّا مَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ عَنْ مَّالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ أَنَّهٗ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذَا كَانَ فِي وِتْرٍ مِّنْ صَلَاتِهٖ لَمْ يَنْهَضْ

حَتّٰی یَسْتَوِيَ قَاعِدًا، فَمَحْمُولٌ عَلٰی حَالَةِ الْکِبَرِ کَمَا فِي الْھِدَایَةِ وَیُرَدُّ عَلَیْهِ أَنَّ ھٰذَا الْحَمْلَ یَحْتَاجُ إِلٰی دَلِیلٍ، وَّقَدْ قَالَ عَلَیْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ لِمَالِكِ بْنِ الْحُوَیْرِثِ لَمَّا أَرَادَ أَنْ یُفَارِقَهٗ : صَلُّوا کَمَا رَأَیْتُمُونِي أُصَلِّي وَلَمْ یُفَصِّلْ فَکَانَ الْحَدِیثُ حُجَّةً لِّلشَّافِعِيِّ فَالْأَوْلٰی أَنْ یُحْمَلَ عَلٰی تَعْلِیمِ الْجَوَازِ فَلِذَا وَاللّٰهُ أَعْلَمُ قَالَ فِي الْفَتَاوَی الظَّھِیرِیَّةِ قَالَ شَمْسُ الْأَئِمَّةِ الْحُلْوَانِيُّ : إِنَّ الْخِلَافَ إِنَّمَا ھُوَ فِي الْأَفْضَلِیَّةِ حَتّٰی لَوْ فَعَلَ کَمَا ھُوَ مَذْھَبُ الشَّافِعِيِّ لَا بَأْسَ بِهٖ عِنْدَنَا .

''رہی صحیح بخاری کی وہ روایت کہ جس میں ہے:''سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ جب طاق رکعت میں ہوتے،تو (دوسرے سجدہ سے فارغ ہوکر) جب تک سیدھا نہ بیٹھ جاتے، کھڑے نہ ہوتے۔'' یہ بڑھاپے پر محمول ہے، جیسا کہ ہدایہ میں لکھا ہے۔ اس کا رد یہ ہے کہ اسے بڑھاپے پر محمول کرنے پر کیا دلیل ہے؟ جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کو واپس جاتے ہوئے فرمایا تھا:''میرے طریقے کے مطابق نماز پڑھنا'' کوئی استثنا نہیں فرمائی۔ یوں یہ حدیث امام شافعی رضی اللہ عنہ کی دلیل بنتی ہے۔ بہتر یہی ہے کہ اسے جواز پر محمول کیا جائے، واللہ اعلم! شاید اسی لیے 'فتاویٰ ظہیریہ' میں ہے کہ شمس الائمہ حلوانی نے فرمایا: اختلاف افضلیت میں

ہے، لہٰذا مذہب شافعی کی طرح اگر کوئی ایسے کر بھی لیتا ہے، تو حرج نہیں۔''

(البحر الرّائق :340/1)

❁ شارح ہدایہ، علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ (۸۵۵ھ) لکھتے ہیں:

فِيهِ تَأَمُّلٌ، لِأَنَّ نِهَايَةَ عُمُرِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ، ثَلَاثٌ وَّسِتُّونَ سَنَةً، وَّفِي هٰذَا الْقَدْرِ لَا يَعْجِزُ الرَّجُلُ عَنِ النُّهُوضِ، اللّٰهُمَّ إِذَا كَانَ لِعُذْرِ مَرَضٍ أَوْ جَرَاحَةٍ أَوْ نَحْوِهَا .

''یہ تاویل قبول نہیں، کیوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر (تقریباً) تریسٹھ سال ہے اور اس عمر میں بیماری یا زخم وغیرہ کا عارضہ لاحق نہ ہو، تو کوئی بھی سیدھا اٹھنے سے قاصر نہیں رہتا۔''

(البِناية شرح الهداية : 252/2)

❁ مولانا سرفراز صفدر خاں صفدر صاحب حدیث مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کے متعلق کہتے ہیں:

''وہ اپنی کم عمری کی وجہ سے اس کو نماز کا ایک فعل سمجھ بیٹھے اور اسی پر وہ عمل پیرا تھے، جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دائما رہنے والے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس کاروائی کو آپ کے ضعف اور کمزوری پر محمول کرتے رہے، والحق معھم۔'' (خزائن السّنن، ص 364)

تبصرہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ وغیرہ جو بیس دن تک آپ کی ضیافت

میں رہے، کو فرمایا: صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي ''میرے طریقے کے مطابق نماز پڑھنا۔'' اگر وہ نبوی طریقہ نماز سمجھنے سے قاصر تھے، تو آپ ﷺ نے انہیں ایسا کیوں فرمایا؟ کیا یہ صحابہ کے بارے میں بدگمانی نہیں؟ کسی صحابی سے جلسہ استراحت کا ترک ثابت نہیں۔ مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کے علاوہ بھی دیگر صحابہ کرام نبی کریم ﷺ کا یہ فعل نقل کرتے ہیں۔ سیدنا عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ تو اس کے فاعل تھے۔ انہوں رضی اللہ عنہ نے جلسہ استراحت کہاں سے سیکھا تھا؟

۞ مزید لکھتے ہیں:

''اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس کاروائی کو آپ کے ضعف پر محمول کرتے رہے اور حضرت مالک بن الحویرث صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي کے عموم لفظ سے جلسہ استراحت کو بھی نماز کا ایک فعل سمجھتے رہے، حالاں کہ جلسہ استراحت نماز کا فعل نہیں ہے، کیوں کہ آپ ﷺ نے مسیء الصلوۃ کو دوسرے سجدہ کے بعد سیدھا کھڑا ہونے کا حکم دیا ہے اور آپ ﷺ کا قول امت کے لیے قانون کی حیثیت رکھتا ہے۔''

(خزائن السّنن، ص 64-65)

تبصرہ:

کسی صحابی نے جلسہ استراحت کو ضعف (کمزوری) پر محمول نہیں کیا۔ البتہ چھٹی صدی ہجری میں جب صاحب ہدایہ نے اس حدیث کو بڑھاپے پر محمول کیا، تو اہل علم بشمول علمائے احناف نے ان کا رد کیا۔ سنت رسول علیہ الصلوۃ والسلام کو ''کاروائی'' قرار دینا بہرحال ایک خطرناک

عمل ہے۔

باقی رہی مسی ء الصلوۃ والی حدیث، تو یہ مجمل ہے۔ اس میں نماز کے کئی دوسرے افعال بھی مذکور نہیں۔ قاعدہ ہے کہ ایک چیز کے ذکر نہ ہونے سے اس کا نہ ہونا ضروری نہیں۔ نیز کسی ثقہ امام نے اس حدیث کو جلسہ استراحت کی نفی پر دلیل نہیں بنایا، محدثین اپنی احادیث بعد والوں سے بہتر جانتے ہیں۔

نیز حدیث مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ مفصل ہے اور اس باب میں نص ہے۔

❀ مفتی تقی عثمانی صاحب کہتے ہیں:

''جہاں تک حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کی روایت باب کا تعلق ہے، اس کے بارے میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ بیان جواز یا حالت عذر پر محمول ہے، یہ ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آخری عمر میں متبدن ہو گئے تھے، ہوسکتا ہے کہ یہ اسی زمانہ کا واقعہ ہو، وگرنہ اگر یہ سنت صلوۃ ہوتی، تو ہرگز صحابہ اسے نہ چھوڑتے۔''

(درس ترمذی: 57/2)

تبصرہ:

کسی صحابی سے صراحتاً جلسہ استراحت کا ترک ثابت نہیں۔ صحابہ کے حوالے سے جو روایات آتی ہیں، صول محدثین کے مطابق ان میں سے کوئی بھی پایۂ ثبوت تک نہیں پہنچتی۔ سیدنا ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے دس صحابہ کرام کی موجودگی میں نماز پڑھی، اس میں جلسہ استراحت کیا اور اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز قرار دیا۔ دس صحابہ کرام، جن میں ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بھی شریک تھے، نے کہا کہ آپ نے سچ فرمایا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقۂ نماز یہی تھا۔ لہٰذا یہ

تاویل درست نہیں۔

۞ ایک صاحب لکھتے ہیں:

''ملاحظہ فرمایئے، جو عمل نہ تو خود حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا معمول ہے، نہ آپ نے اس کا حکم دیا ہے اور نہ ہی وہ خلفائے راشدین، صحابہ کرام، تابعین وتبع تابعین عظام کا معمول ہے اور نہ ہی وہ خیر القرون میں رواج پذیر ہے، ایسا عمل غیر مقلدین کے نزدیک سنت ہے۔ اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ خلفائے راشدین، صحابہ کرام، تابعین وتبع تابعین، ائمہ مجتہدین کو اس سنت کا علم نہ ہو سکا اور اس سنت سے محروم رہے۔ العیاذ باللہ!''

(حدیث اور اھل حدیث، ص 449-450)

تبصرہ:

صحیح بخاری میں جلسہ استراحت کے بارے میں نبی کریم ﷺ کا عمل اور حکم دونوں ثابت ہیں، کسی صحابی یا تابعی سے اس کا ترک ثابت نہیں۔ خیر القرون میں اس کا رواج تھا۔ صحابہ اس کے قائل وفاعل تھے۔ تابعین نے اسے بیان کیا ہے۔ اس لیے ہم اسے سنت کہتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ سے باسند صحیح جلسہ استراحت کی نفی یا ترک ثابت نہیں۔

۞ جناب خالد سیف اللہ رحمانی صاحب لکھتے ہیں:

''یہ اختلاف محض افضلیت اور اولویت کا ہے، اگر کر لیا جائے، تو کوئی مضائقہ نہیں، کسی اور کا نہیں۔'' (قاموس الفقه، جلد سوئم، ص ۱۱۰)

۞ علامہ انور شاہ کاشمیری صاحب (۱۳۵۳ھ) کہتے ہیں:

مَعَ ذٰلِكَ ثَبَتَتْ فِي الرِّوَايَاتِ، وَصَرَّحَ الْحُلْوَانِيُّ بِجَوَازِهَا، وَمَنْ صَرَّحَ مِنْهَا بِالْكَرَاهَةِ، فَلْيَحْمِلْهَا عَلٰى تَطْوِيلِهَا عَلَى الْقَدْرِ الْمُعْتَادِ، وَإِلَّا فَهُوَ مُخَالِفٌ لِّلْحَدِيثِ .

''اس کے باوجود جلسہ استراحت کا ثبوت روایات میں موجود ہے، شمس الأئمہ حلوانی نے صراحتاً جواز کا کہا ہے۔ مکروہ کہنے والوں کی بات زیادہ دیر جلسہ استراحت کرنے پر محمول کرنی چاہیے، ورنہ وہ مخالفِ حدیث ٹھہرے گا۔''

(فيض الباري : 389/2)

سوال: تشہد میں درود کن الفاظ میں پڑھا جائے؟

جواب: نبی کریم ﷺ سے منقول و ماثور درود کے جتنے الفاظ ہیں، ان میں سے کوئی بھی درود نماز میں پڑھا جا سکتا ہے، اپنی طرف سے الفاظ بنا کر نماز میں پڑھنا جائز نہیں۔ البتہ نماز کے علاوہ کوئی بھی جائز کلمات پر مشتمل درود پڑھا جا سکتا ہے۔

سوال: کیا تشہد میں انگشت شہادت کا اشارہ کیا جائے گا؟

جواب: تشہد میں بیٹھیں، تو انگشت شہادت سے اشارہ کریں، نماز میں انگلی اٹھانا رسول اللہ ﷺ کی بابرکت اور عظمت والی سنت ہے، اللہ کے حضور دوزانوں بیٹھ کر اللہ کی وحدانیت کا قولی اقرار ہے اور ساتھ انگلی اٹھانا فعلی اقرار ہے، رفع سبابہ کی عظمت شان کا اندازہ نبی ﷺ کے اس فرمان عالی شان سے لگایا جا سکتا ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

هِيَ أَشَدُّ عَلَى الشَّيْطٰنِ مِنَ الْحَدِيدِ يَعْنِي السَّبَّابَةَ .

''رفع سبابہ شیطان پر لوہے (کے ہتھوڑے) سے زیادہ سخت ہے۔''

(مسند أحمد : 119/2، مسند البزّار [كشف الأستار] : 863، وسنده حسنٌ)

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا جَلَسَ فِي الصَّلَاةِ وَضَعَ يَدَيْهِ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ، وَرَفَعَ إِصْبَعَهُ الْيُمْنَى الَّتِي تَلِي الْإِبْهَامَ، فَدَعَا بِهَا .

''نبی کریم ﷺ نماز میں قعدہ کے لئے بیٹھتے، تو دونوں ہاتھ اپنے دونوں گھٹنوں پر رکھ لیتے اور انگوٹھے کے ساتھ والی داہنی انگلی اٹھا کر دعا پڑھتے۔''

(صحيح مسلم : 580)

❁ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَعَدَ يَدْعُو، وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى، وَيَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُسْرٰى، وَأَشَارَ بِإِصْبَعِهِ السَّبَّابَةِ، وَوَضَعَ إِبْهَامَهٗ عَلٰى إِصْبَعِهِ الْوُسْطٰى، وَيُلْقِمُ كَفَّهُ الْيُسْرٰى رُكْبَتَهٗ .

''رسول اللہ ﷺ نماز میں تشہد کے لیے بیٹھتے، تو دایاں ہاتھ دائیں ران پر اور بایاں ہاتھ بائیں ران پر رکھتے، انگشت شہادت کے ساتھ اشارہ فرماتے اور انگوٹھا درمیانی انگلی پر رکھتے۔''

(صحيح مسلم : 579)

❁ سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

حَلَقَ حَلْقَةً ثُمَّ رَفَعَ إِصْبَعَهُ.

''نبی کریم ﷺ نے حلقہ بنا کر انگلی اٹھائی۔''

(مسند الإمام أحمد : 318/4، سنن النّسائي : 890، 1269، وسندهٗ صحيحٌ)

اسے امام ابن الجارود (208) امام ابن خزیمہ (714) اور امام ابن حبان رحمہم اللہ (1860) نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

سوال: تشہد میں انگلی سے اشارہ کب کیا جائے گا؟

جواب: جب تشہد میں بیٹھیں، اسی وقت انگلی سے اشارہ کیا جائے اور تشہد کے آخر تک اشارہ کیا جائے، نیز انگلی کو حرکت دینا اور نہ دینا دونوں جائز ہیں، البتہ یہ کہنا کہ ''اشہد ان لا'' پر انگلی کو اٹھایا جائے گا اور ''الا اللہ'' پر انگلی کو نیچے کیا جائے، اس دعویٰ پر دلیل معلوم نہیں۔ نبی کریم ﷺ تشہد میں اشارہ کرتے تھے، اب اس عمل کو کسی لفظ کے ساتھ خاص کرنے کے لیے دلیل چاہیے، ورنہ مکمل تشہد میں اشارہ مراد لیا جائے گا۔

احادیث صحیحہ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ جب تشہد میں بیٹھے ہوتے، تو رفع سبابہ فرماتے، یعنی شروع تا آخر تشہد میں یہ کیفیت رہتی۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا جَلَسَ فِي الصَّلَاةِ وَضَعَ يَدَيْهِ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ، وَرَفَعَ إِصْبَعَهُ الْيُمْنَى الَّتِي تَلِي الْإِبْهَامَ، فَدَعَا بِهَا.

''نبی کریم ﷺ نماز میں قعدہ کے لئے بیٹھتے، تو دونوں ہاتھ اپنے دونوں گھٹنوں پر رکھ لیتے اور انگوٹھے کے ساتھ والی داہنی انگلی اٹھا کر دعا پڑھتے۔''

(صحيح مسلم : 580)

یہ الفاظ بتا رہے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب تک تشہد میں بیٹھے رہتے، انگلی کھڑی رکھتے اور دعا پڑھتے رہتے۔

❁ ان الفاظ پہ غور کیجئے:

قَدْ حَنَاهَا شَيْئًا .

''انگلی کو تھوڑا جھکاتے۔''

(سنن أبي داود :991، وسندهٗ حسنٌ)

❁ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں :

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَلَسَ فِي التَّشَهُّدِ، وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى، وَيَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُسْرٰى، وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ، وَلَمْ يُجَاوِزْ بَصَرُهٗ إِشَارَتَهٗ .

''رسول اللہ ﷺ جب تشہد میں بیٹھتے، تو اپنے دائیں ہاتھ کو دائیں ران پر اور بائیں ہاتھ کو بائیں ران پر رکھتے۔ سبّابہ انگلی کے ساتھ اشارہ فرماتے اور آپ ﷺ کی نظر اس اشارے سے آگے نہ جاتی تھی۔''

(مسند أحمد : 3/4، سنن أبي داوٗد : 990، سنن النسائي : 1276، وسندهٗ حسنٌ)

اسے امام ابن خزیمہ (718)، امام ابوعوانہ (2018) اور امام ابن حبان رحمہم اللہ (1944) نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

اس حدیث کی اصل صحیح مسلم (579) میں بھی موجود ہے۔

(سوال): درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

أَخَذَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْقِرَاءَ ةِ مِنْ حَيْثُ انْتَهٰى أَبُو بَكْرٍ .

''رسول اللہ ﷺ نے وہاں سے قرأت شروع کی، جہاں ابوبکر رضی اللہ عنہ نے چھوڑی۔''

(مسند الإمام أحمد :231/1، 232، 335، سنن ابن ماجه : 1235، شرح معاني الآثار للطّحاوي :405/1، المُعجم الكبير للطّبراني : 113/12)

جواب: سند ضعیف ہے۔ ابواسحاق سبیعی مختلط اور مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

❀ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَمْ يَذْكُرْ أَبُو إِسْحَاقَ سَمَاعًا مِّنْهُ .

''ابواسحاق نے اس (ارقم بن شرحبیل) سے سماع کی صراحت نہیں کی۔''

(التّاريخ الكبير : 46/2)

❀ ابواسحاق سبیعی کی متابعت عبداللہ بن ابی السفر نے کی ہے۔

(مسند الإمام أحمد :209/1، مسند أبي يعلى : 62/12، سنن الدّارقطني :398/1)

مگر اس کی سند بھی ضعیف ہے۔ قیس بن ربیع ''ضعیف'' ہے۔

حافظ عراقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعَّفَهُ الْجُمْهُورُ . ''جمہور نے ضعیف قرار دیا ہے۔''

(تخريج أحاديث الإحياء : 3709، محَجَّة القُرَب، ص 111)

❀ حافظ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعَّفَهُ النَّاسُ . ''جمہور نے ضعیف قرار دیا ہے۔''

(مَجمع الزَّوائد : 159/2، 299/3، 116/5)

۞ علامہ مناوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعَّفَهٗ كَثِيرُونَ. ''جمہور واکثر نے ضعیف قرار دیا ہے۔''

(فيض القدير :213/1)

۞ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

صَدُوقٌ، تَغَيَّرَ لَمَّا كَبِرَ وَأَدْخَلَ عَلَيْهِ ابْنُهٗ مَا لَيْسَ مِنْ حَدِيثِهٖ فَحَدَّثَ بِهٖ.

''صدوق ہے، بڑھاپے میں اس کا حافظہ بگڑ گیا تھا، اس کے بیٹے نے اس کی حدیثوں میں وہ حدیثیں داخل کر دیں، جو اصل میں اس کی حدیثیں نہیں تھیں، تو اس نے وہ حدیثیں بھی بیان کر دیں۔''

(تقريب التّهذيب : 5573)

۞ اس حدیث کو حافظ ابن القطان فاسی رحمہ اللہ نے ''ضعیف'' کہا ہے۔

(بيان الوهم والإيهام : 686/5)